تقریظ

عالیجناب پروفیسر بی شیخ علی صاحب

سابق وائس چانسلر منگلور اور گوا یونیورسٹی، مدیر اعلیٰ روزنامہ سالار، بنگلور

کوثر و تسنیم سے دھلی اردو زبان ہماری تہذیب کا انمول خزانہ ہے۔ مغلیہ شہنشاہوں نے ہمارے لئے ورثہ میں تین عظیم تحفے چھوڑ گئے ہیں۔ تاج محل، اردو زبان اور مرزا غالب۔ یہ یاد رکھنا ہوگا کہ اردو زبان کا رتبہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے؟ یہ اس مقام پر تھی جہاں کہا گیا ''سارے جہاں میں دھوم ہماری زبان کی ہے'' اور اب اس کا حال صرف آپس میں گفتگو کی حد تک محدود ہو گیا ہے۔ زندگی کے شعبے میں علاقائی ہو یا قومی یا بین الاقوامی زبان (انگریزی) کا عروج ہے۔ اور اردو سے ہماری ہمدردی و دلچسپی صرف چند افسانے یا غزلیں یا نظمیں یا مضامین لکھنے یا ایک دو مشاعرے یا مناظرے منعقد کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ علمی و سائنسی و سرکاری و کاروباری و صنعتی شعبوں میں بھی اردو کو اس کا جائز حق ملنا چاہئے، اس لئے ہر محب اردو و عاشق اردو کا اہم فریضہ ہے کہ اس کے لئے کچھ ٹھوس کام کرے۔

مسرت کا مقام ہے کہ اس سلسلہ میں مولانا حبیب الرحمن رشادی صاحب نے ایک اہم قدم اٹھایا ہے جو بنیادی کام کی حیثیت رکھتا ہے۔ قواعد ہر زبان کی ریڑھ کی ہڈی ہے جو جسم کے سارے ڈھانچے کو سنبھالے رکھی ہے۔ وہ نظر نہیں آتی مگر اس کے بغیر ڈھانچے کا وجود ناممکن ہے۔ ہر زبان خیالات، جذبات، تجربات، احساسات، علوم کے اظہار کا ایک ایسا آلہ ہے جو ذہن انسانی کا ایک کرشمہ ہے۔ سارے علوم سائنسی ہو یا ادبی یا مذہبی یا تہذیبی یا سرکاری یا کاروباری کی تخلیق اسم، مصدر، مشتق، فعل، فاعل، مفعول، ماضی، حال و مستقبل وضمیر کے ذریعہ ہی ظہور میں آتے ہیں۔ جس کا احساس کسی بھی مصنف، مرتب، یا مؤلف کو نہیں رہتا، مگر ان کے بغیر وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ جب تک ہر مقرر یا ادیب یا سائنسدان اپنی زبان کے قاعدے، قانون سے واقف نہیں رہتا وہ اپنے پیشہ یا فن میں نااہل قرار دیا جائے گا۔

ہماری اردو زبان اتنی وسیع و بسیط و نرالی ہے کہ صرف ایک حرف ''نے'' یا ''کا'' یا ''کی'' کے غلط استعمال سے مقرر یا ادیب کا درجہ پست ہو جائے گا۔ ہر زبان اپنی ذات میں اپنی خاص انفرادیت رکھتی ہے اور وہ ایک ایسی شہنشاہیت ہے جس کی وسعت، گہرائی و گیرائی فکر انسانی کے چرخے بے پایاں کو چھوتی ہے یہاں اتنے کہکشاں ہیں کہ ان کی تعداد لامحدود ہے۔ اس کہکشاں کا ہر ذرہ ایک قانون ایک قاعدے کے ضبط میں آتا ہے۔ اردو زبان میں وہ قاعدہ و قانون کیا ہے، اس کتاب ''معلم اردو'' کا موضوع ہے، اس کتاب کے ۲۴ ابواب میں اردو قواعد کے سمندر کو چند قطروں میں بند کر دیا گیا ہے۔

یہ بہت ضروری کام تھا۔اس کا اصل مقصد صرف اردو کی ترغیب وترویج ہی نہیں بلکہ اس کی صحت و عظمت کا ابھار بھی ہے۔نوجوانوں میں اردو پڑھنے، لکھنے وسیکھنے کا ذوق وشوق بھرنے کے علاوہ اس زبان کے صحیح وفصیح استعمال کا سلیقہ وطریقہ بھی بہت اہم ہے۔درس وتدریس کے میدان میں یہ کتاب اساتذہ کے لئے خضرراہ ہے۔صرف مکتب، مدرسہ وسکولوں میں تحصیل اردو کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر فرد جو اردو سیکھنا چاہتا ہے اس کے لئے یہ کتاب ایک شمع ہدایت ہے جو اس کے ذہن کی تاریکی کو دور کرتی ہے اور اردو زبان کے صحیح اصولوں سے واقفیت بخشتی ہے۔شستہ، آسان، دلکش ومعنی خیز طریقہ سے یہاں مثالوں کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے کہ اردو ''گرامر'' بحث اسم سے لے کر حرف تحسین تک کیا ہے۔درمیان میں وہ سب کچھ آگیا ہے جو ایک عظیم مشین کے بے شمار پرزے ہیں۔''گرامر'' کا ایک اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ سبق میں مثالوں کے ذریعہ معلومات وتجربات کے موتی رولے جاتے ہیں جو بذاتہ ذہن کی بہترین تربیت ہے۔ مولانا حبیب الرحمٰن رشادی صاحب نے ''معلم اردو'' لکھ کر ایک بہت اہم کام انجام دیا ہے۔

اس کتاب کی پذیرائی ہو۔مقبول عام ہو، ہر مکتب، ہر مدرسہ، ہر سکول اور ہر تعلیمی ادارے کے نصاب میں شامل ہو۔ ہر سرکاری یا غیر سرکاری لائبریریوں میں موجود ہو۔ ہر کتب فروش کے ہاں خرید کے لئے مہیا ہو۔اخبارات ورسائل میں اس کا تبصرہ شامل ہو۔ ہر محب اردو کی توجہ اس پر مبذول ہو۔زبان کا تعلق تہذیب سے ہے۔اگر تہذیب مٹ جائے تو انسان کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہو جائے گا۔

آخر میں ایک اور بات کہنی ہے۔مولانا حبیب الرحمن رشادی صاحب اپنے ذمہ صرف اردو کی خدمت کا بیڑہ ہی نہیں اٹھا رکھے ہیں بلکہ تہذیب حجاز کے ہر گوشہ کا بھی احاطہ کر رہے ہیں وہ صرف محب اردو ہی نہیں عاشق دین متین بھی ہیں۔چنانچہ ان کے قلم سے اب تک کئی ایک ایسی تخلیقات ظہور میں آئی ہیں جن سے ہمارے بچوں میں ہماری تہذیب کا صحیح جذبہ ابھرے، جیسے ''چلو عربی سیکھیں'' ''حفظ قرآن کا آسان طریقہ'' ''آئینۂ حج وعمرہ'' ''تحفۂ اعمال'' ''سبیل جنتری'' ''اقرأ طلبہ ڈائری'' ''تحفۂ قربانی'' ''تحفۂ رمضان'' ''کہاوت یا حقیقت'' وغیرہ جو تعداد میں دوڈھائی درجن سے زیادہ ہیں۔ یہاں صرف بچوں کی دینی تعلیم وتربیت ہی مقصود نہیں بلکہ دعوت دین کا عظیم کام بھی مقصود ہے جو حد درجہ قابل تحسین ہے۔ دعا ہے کہ وہ یہ سلسلہ قائم رکھیں تا کہ وحدانیت، حقانیت، روحانیت وانسانیت کا سبق عام ہوتا رہے۔

ہر لحظہ ہے مؤمن کی نئی شان، نئی آن گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہان

میسور

۲۰/اگست ۲۰۱۷ء

بی۔ شیخ علی

Prof. B. SHEIK Ali
Former Vice-Chancellor
Mangalore & Goa Universities
President, Sultan Shaheed Education Trust
56, III Cross, VII Main
Saraswathipuram, Mysore-570